معاویہ بن ابی سفیان ، حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ایک شخص اور ہے جو بعد میں مرتد ہوگیا۔ غرض اینکہ قرآن کتابت کا انتظام کرنا، کلام الٰہی کا ضبط کرنا اور تحریر میں لانا اس بات کی بین دلیل ہے کہ آپ کے نزدیک بذریعہ قلم دین کی حفاظت کی کس قدر اہمیت ہے ۔

جمع قرآن کی طرف توجہ صحابہ کرام کے عہد میں

ہر چند کہ آپ نے اپنی حیات میں قرآن پاک کی کتابت کا کام انجام دیا ہے نیز ان کے حفاظ بھی سینکڑوں سے متجاوز تھے ، پھر بھی صحابہ کرام میں سے حضرت عمر بن الخطابؓ کی دوررس نگاہ نے اس بات کو محسوس کر لیا کہ قرآن کریم کو مؤلف اور مرتب کر کے کتاب کی شکل نہ دیدی گئی تو اس کے ضیاع کا خطرہ ہے اور اس خسران کا خمیازہ آنے والی قیامت تک پوری ملت محمدیہ ہی نہیں دوسری قوموں کو بھی بھگتنا پڑے گا چنانچہ آپؓ نے اس کی تالیف کیطرف توجہ فرمائی۔ ابوبکر صدیقؓ کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے اس امر پر گفتگو فرمائی ۔حضرت ابوبکر صدیقؓ کی محتاط طبیعت اس کام کی موافقت پر اولاً تو تیار نہ ہوئی لیکن جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے فوائد اور نتائج اور نہ جمع کرنے کی صورت کے نقصانات سامنے رکھے تو آمادگی کا اظہار فرما دیا۔ اس کام کی ذمہ داری کا بار گراں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے کندھوں پر ڈالدیا۔ جمع قرآن کیطرف غایت توجہ کی ایک بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ مسلیمہ کذاب کی سرکوبی کے سلسلہ میں صحابہ کرام کی ایک ایسی بڑی جماعت کام آگئی جو حفاظ قرآن پر مشتمل تھی اس لئے بعد میں فکر ہوئی کہ جو دولتیں سینوں میں محفوظ ہیں صاحب قلب کے ساتھ قبر میں چلی جائیں گی اور حقیقت بھی یہی ہے کہ اگر ایام ماضیہ میں اسلاف نے دین کی

مدونین کاغذ کے حوالے نہ کی ہوتیں تو آج ہم ہرگز ان معارف و نوادر سے واقف نہ ہوسکتے تھے۔

احادیث پاک اور محدثین کرام کا جہد بلیغ

شریعت اسلام کا منبع تو قرآن ہی ہے لیکن احادیث کے بغیر اجمال کی وضاحت ممکن نہیں اس لئے احادیث رسول اور اقوال نبوی کی ترتیب و تالیف ــــــ بھی ضروریات دین میں سے ہے اور اسکی ضرورت بھی بہت اہم تھی جسکو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے تقریباً سو سال بعد شدت سے محسوس کیا گیا اور شہاب زہری نے اس کام کی بنیاد ڈالی اور سب سے پہلے امام مالک رحمہ اللہ نے ــــــ مؤطا امام مالک پیش کی اور اس طرح امت میں محدثین کا ایک قافلہ تیار ہوگیا جس کا تسلسل آج تک خدمت حدیث، جمع و ترتیب اور ترجیح و تعدیل کے فرائض انجام دے رہا ہے۔

چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ نے اپنی کد و کاوش اور پوری زندگی اس اہم خدمت میں وقف فرما کر چھ لاکھ احادیث لکھیں اور انہیں سے چھانٹ کر نہایت محتاط طریقے پر سات ہزار دو سو پچھتر حدیثوں کا مجموعہ جامع بخاری کے نام سے امت کے حوالے کر دیا۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے چودہ برس کی عمر سے آخر عمر تک کی کوششوں کے بعد تین لاکھ احادیث اکٹھی فرمائیں اور ان میں سے بارہ ہزار حدیثوں کا انتخاب فرما کر اپنی جامع کی شکل میں امت مرحومہ کے حوالے کر دیا اور آپ کی پوری زندگی اسی کی نذر ہو کر رہ گئی حتی کہ آپ کی وفات کا عجیب و غریب واقعہ ہمارے لئے بڑا سبق آموز ہے۔ ایک دن آپ کسی حدیث کی تلاش میں مصروف تھے اور درمیان میں کھجوریں بھی تناول فرماتے جاتے تھے۔ تلاش حدیث میں اس طرح استغراق تھا کہ احساس نہ ہوسکا کہ کھجوریں کتنی

کھالیں حتی کہ کثرت اکل کی بناء پر آپ کا شکم پھٹا اور آپ نے دار فانی سے کوچ فرمایا۔

حضرت امام ابوداؤدؒ نے پانچ لاکھ احادیث میں سے اپنی سنن کی تالیف چار ہزار آٹھ سو احادیث سے فرمائیں اس طرح دوسرے بہت سارے محدثین کرام ہیں جنہوں نے قلم سے علم حدیث کی حفاظت فرمائی اور یہ دولت اس امت کو سپرد فرماکر دنیا سے تشریف لے گئے۔ قرآن وسنت کی خدمت کے علاوہ فقہ و تفسیر علم ومعانی وکلام صرف ونحو غرضیکہ ہر میدان میں جہاں تک بذریعہ زبان ہوسکا دوسروں تک علوم پہونچائے گئے وہیں قلم کے ذریعہ بھی اسے محفوظ کرلیا ہے۔ چنانچہ امام محمد کی مبسوط، جامع کبیر، جامع صغیر، شامی، درمختار، ہدایہ، شرح وقایہ مختصر، توضیح وتلویح، ملل ونحل، کافیہ، شرح جامی، علم الصیغہ، شافیہ غرضیکہ کون سا علم ہے علوم میں جسکی حفاظت قلم کیوجہ سے نہیں ہوئی ہے۔ ان ساری تفصیلات سے یہ حقیقت آشکارا ہوجاتی ہے کہ تصنیف وتالیف نشر واشاعت جتنا دیرپا اور مستحکم خدمت ہے شاید دوسری خدمات اتنی مستحکم نہ ہوں۔

لیکن افسوس کے ساتھ عرض کرنا پڑتا ہے کہ اس دور میں جبکہ اہل یورپ اپنی قلمی صلاحیتوں سے اسلام اور دیگر علوم پر گراں قدر کتابیں تصنیف کرکے ہمیں اپنا محتاج بنالیتے ہیں ہمارے مدارس میں اس خاص شعبے کیطرف بہت کم توجہ دی جاتی ہے اور طلباء کو اس کام کی طرف نہ تو اساتذہ ہی متوجہ کرتے ہیں اور نہ مجلس منتظمہ اپنے انتظامی پروگرام میں اسے داخل کرنا ضروری سمجھتی ہے حالانکہ تحریری صلاحیت ایسی صلاحیت ہے کہ ایک عالم دین نہایت آسانی سے کتابوں کے سبب اور جرائد کے ذریعہ دین کے پیغامات دور دراز ملکوں میں پہونچا سکتا ہے۔

علم عذر

س اور

دانشمندی

کے منتقل کرنے ... مصنفات و مؤسسات کی
شکل میں صدقۂ جاریہ چھوڑ سکتا ہے

حضرات! قلت وقت اجازت نہیں دیتا کہ اس کے سارے فوائد بیان کروں نہ اہل دانش اور ارباب فکر سے اس کے فوائد مخفی و مستور ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ پورے ہندوستان کا ایک تصنیفی مرکز قائم ہو جس سے سارے اہل قلم کا تعلق ہو تاکہ قلمی خدمات کی صلاحیت پیدا کر لینے کے باوجود بعض صاحب صلاحیت اپنی دوسری مجبوریوں اور ناگفتہ بہ حالات کے شکار ہو کر اپنی صلاحیت کو استعمال نہیں کر پاتے یا کھو دیتے ہیں ان کا کوئی معقول انتظام کیا جا سکے۔

یو پی تعلیمی کورس کی چند اہم کتب

تاریخ ملت جلد اول نبی عربی، قاضی زین العابدین غیر مجلد -/۲۵، مجلد -/۳۵

تاریخ ملت جلد دوم خلافت راشدہ، ،، غیر مجلد -/۵۰، مجلد -/۶۰

تاریخ ملت جلد سوم خلافت بنی امیہ، ،، غیر مجلد -/۵۰، مجلد -/۶۰

تاریخ ملت جلد ہشتم خلافت عثمانیہ، مفتی انتظام اللہ شہابی مجلد -/۵۰

دوسری و آخری قسط

اردو کے چند مشہور شعراء اور انکے ماخذ

عبدالرؤف خاں، ایم اے، آدئی کلاں، راجستھان

(۴۵) کیا ہی منہ بولتا مصرعہ ہے :۔

کہنے کو بات رہ گئی اور دن گذر گئے

یہ مصرعہ منور خاں غافل لکھنوی کے اس شعر کا ہے

غافل یہ مہرباں نہ ہوا وہ شباب میں کہنے کو بات رہ گئی اور دن گذر گئے

(جواہر سخن ۱۲/۳/۸۲)

حالی کی مشہور غزل کا ایک شعر ہے :۔

(۴۶) کون و مکاں سے ہے دلِ وحشی کنارہ گیر
اِس خانماں خراب نے ڈھونڈھا ہے گھر کہاں

(دیوانِ حالی ص ۱۰۹۔ اردو اکادمی دہلی ایڈیشن ۱۹۹۱ء)

مصرعِ ثانی خصوصی شہرت کا حامل ہے ۔

(۴۷) " خوب گذرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو "

یہ مصرعہ داد خاں سیاح تلمیذِ غالب کا ہے ۔ مکمل شعر یہ ہے :۔

قیس جنگل میں اکیلا ہے مجھے جانے دو
خوب گذرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو

(سہو و سراغ ص ۱۳۷)

(۴۸) کیا خوب آدمی تھا خدا مغفرت کرے

اور اگر فارغین کو سوء قسمت سے فراغت کے بعد کوئی بڑا ادارہ تعلیم خدمت کے لئے نہ ملا تب بھی ذوقِ تحریر کی وجہ سے بڑے بڑے اداروں کے مدرس اور طلبا تک اپنا فیض پہنچا سکتے ہیں۔

اغیار کی ریشہ دوانیوں کا جواب اسی صلاحیت کے ذریعہ نہایت دانشمندی اور دیانت سے دیا جا سکتا ہے نیز اپنی زندگی کے بعد قیامت تک کے لئے علوم کے منتقل کرنے کا مستحکم کام اور اپنی زندہ علامتیں مصنفات و مؤلفات کی شکل میں صدقۂ جاریہ چھوڑ سکتا ہے

حضرات! قلت وقت اجازت نہیں دیتا کہ اس کے سارے فوائد بیان کروں نہ اہل دانش اور ارباب فکر سے اس کے فوائد مخفی و مستور ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ پورے ہندوستان کا ایک تصنیفی مرکز قائم ہو جس سے سارے اہل قلم کا تعلق ہو تاکہ قلمی خدمات کی صلاحیت پیدا کر لینے کے باوجود بعض صاحب صلاحیت اپنی دوسری مجبوریوں اور ناگفتہ بہ حالات کے شکار ہو کر اس صلاحیت کو استعمال نہیں کر پاتے یا کھو دیتے ہیں ان کا کوئی معقول انتظام کیا جا سکے۔

یوپی تعلیمی کورس کی چند اہم کتب

تاریخ ملت جلد اول نبی عربی، قاضی زین العابدین غیر مجلد -/۲۵، مجلد -/۳۵

تاریخ ملت جلد دوم خلافت راشدہ، " غیر مجلد -/۵۰، مجلد -/۶۰

تاریخ ملت جلد سوم خلافت بنی امیہ، " غیر مجلد -/۵۰، مجلد -/۶۰

تاریخ ملت جلد ہشتم خلافتِ عثمانیہ، مفتی انتظام اللہ شہابی مجلد -/۵۰

دوسری و آخری قسط

اردو کے چند مشہور شعرا اور انکے ناظم

عبدالرؤف خاں، ایم اے، اُدئی کلاں، راجستھان

(۴۵) کیا ہی منہ بولتا مصرع ہے :-

کہنے کو بات رہ گئی اور دن گذر گئے

یہ مصرع منور خاں غافل لکھنوی کے اس شعر کا ہے

غافل یہ مہرباں نہ ہوا وہ شباب میں　　کہنے کو بات رہ گئی اور دن گذر گئے

(جواہر سخن ۲ : ۸۲۳)

حالی کی مشہور غزل کا ایک شعر ہے :-

(۴۶)　کون و مکاں سے ہے دلِ وحشی کنارہ گیر
اس خانماں خراب نے ڈھونڈھا ہے گھر کہاں

(دیوانِ حالی ص ۱۰۹ - اردو اکادمی دہلی ایڈیشن ۱۹۹۱ء)

مصرعِ ثانی خصوصی شہرت کا حامل ہے۔

(۴۷)　" خوب گذرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو "

یہ مصرع داد خاں سیاح تلمیذِ غالب کا ہے۔ مکمل شعر یہ ہے :-

قیس جنگل میں اکیلا ہے مجھے جانے دو
خوب گذرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو

(سہو و سراغ ص ۱۳۷)

(۴۸)　کیا خوب آدمی تھا خدا مغفرت کرے

ذوق کا یہ مصرع زبان زد عوام ہے۔ پوری بیت یہ ہے:

کہتے ہیں آج ذوق جہاں سے گذر گیا
کیا خوب آدمی تھا خدا مغفرت کرے

(کلیاتِ ذوق (اردو) ص ۲۶۳ مرتبہ ڈاکٹر تنویر احمد علوی ۱۹۸۰ء)

(۴۹) غالب کے یہاں یہ مفہوم اس طرح ادا ہوتا ہے:۔

یہ لاش بے کفن اسدِ خستہ جاں کی ہے
حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

(دیوان غالب ص ۵ مطبوعہ ۱۸۶۲ء عکسی)

غالب کے مذکورہ شعر کے پہلے مصرع کو لوگ یوں بھی پڑھ دیتے ہیں:

"یہ لاش بے کفن اسدِ خستہ تن کی ہے

مولانا حالی نے اسی شعر کے دوسرے مصرع سے غالب کے انتقال کی تاریخ بھی تعمیۂ تخرجہ سے نہایت عمدہ برآمد کی ہے:۔

تاریخ ہم نکال چکے پڑھ بغیر فکر
" حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا " (۱۲۸۵ھ)

(۵۰) آخر گل اپنی صرفِ درِ میکدہ ہوئی
پہنچے وہاں ہی خاک جہاں کا خمیر ہو

(طبقات شعرائے ہند ص ۸۵ نیز گلشنِ بے خار ص۵۴)

دوسرا مصرع مشہور اس طرح ہے:

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

یہ شعر شہزادہ مرزا جہاندار شاہ جہاندار عرف مرزا جواں بخت ولیعہدِ شاہ عالم کا ہے۔

(۵۱) بہت مشہور شعر ہے:۔